مہذب کون؟ اسلام یا مغرب

وون رڈے، مغرب میں آزادی نسواں کی علمبردار مشہور صحافی خاتون تھیں، طالبان کے دور حکومت میں، ان کے قید میں آئیں اور رہائی پانے کے بعد مسلمان ہوئیں، انہوں نے اسلام میں خواتین کے حقوق سے متعلق یہ فکر انگیز مضمون لکھا ہے

افغانستان میں گرفتار ہونے سے قبل، میں نقاب پہننے والی عورتوں کو نہایت ہی کمزور، مظلوم اور ستم رسیدہ مخلوق سمجھتی تھی۔ امریکہ پر دہشت گردانہ حملے کے صرف 15 روز بعد، ستمبر 2001ء میں میں افغانستان میں اس حلیے میں داخل ہوئی کہ میں سرتاپا نیلے رنگ کے برقعے میں ملبوس تھی اور افغانستان میں موجود حکومتی جبر وظلم کے دور میں گزرتی زندگی کے متعلق اخبار کے لئے ایک مضمون لکھنا چاہتی تھی، لیکن ہوا یہ کہ میرا بھید کھل گیا اور مجھے گرفتار کر کے نظر بند کر دیا گیا۔

میں جن لوگوں کی قید میں تھی 10 دن تک ان پر برہم ہوتی رہی اور انہیں برا بھلا کہتی رہی۔ وہ مجھے "بری" عورت کہتے تھے۔ انہوں نے مجھے اس شرط اور وعدے پر رہا کر دیا کہ میں قرآن پڑھوں گی اور دین اسلام کا مطالعہ کروں گی۔ (صحیح بات یہ ہے کہ مجھے یقین نہیں ہے کہ رہا کرتے وقت کون زیادہ خوش تھا؟ وہ یا میں)

لندن، واپس اپنے گھر پہنچ کر دین اسلام کے مطالعہ کے متعلق میں نے ان سے کیا ہوا اپنا وعدہ نبھایا، اور جو کچھ مجھے معلوم ہوا، اس نے مجھے حیرت زدہ کر دیا۔ میں قرآن میں اس موضوعات پر ابواب کی توقع کر رہی تھی کہ اپنی بیوی کی کس طرح پٹائی کی جاتی ہے اور کیسے اپنی بیٹیوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اس کے بجائے قرآن کی آیات کے مطالعہ کے ذریعے مجھے معلوم ہوا کہ دین اسلام نے عورت کے حقوق اور احترام پر زور دیا ہے۔ اپنی گرفتاری کے اڑھائی برس بعد میں نے اسلام قبول کیا تو کچھ دوست اور عزیز حیران اور مایوس ہوئے اور کچھ نے حوصلہ افزائی کی۔ برطانیہ کے سابق سیکریٹری خارجہ جیک سٹرا کا یہ تبصرہ نہایت افسوس ناک ہے کہ مسلمان عورتوں کی طرف سے پہنے جانے والا نقاب باہمی تعلقات کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے۔ وزیر اعظم ٹونی بلیئر، سلمان رشدی اور اطالوی وزیر اعظم رومانو پروڈی نے بھی جیک سٹرا کی حمایت میں بیانات دے دیئے۔

اب جبکہ مجھے بغیر نقاب اور مع نقاب، دونوں صورت احوال کا تجربہ ہے، میں آپ کو یہ بتا سکتی ہوں کہ جو مغربی مرد

سیاستدان اور صحافی، اسلامی معاشرے میں نقاب والی عورت پر جبر کے متعلق افسوس کا اظہار کرتے ہیں، انہیں یہ معلوم ہی نہیں کہ وہ کس چیز کے متعلق بات کر رہے ہیں۔ وہ نقاب، بچپن کی شادی، غیرت کے نام پر قتل اور زبردستی کی شادی کے متعلق، جو منہ میں آئے کہے جاتے ہیں اور وہ دین اسلام کو نہایت غلط طور پر ان سب امور کا قصوروار ٹھہراتے ہیں، ان کی رعونت پر مستزاد ان کی بے خبری ہے۔

ان تہذیبی مسائل اور رسم ورواج کا دین اسلام کے ساتھ قطعی کوئی تعلق نہیں ہے اگر قرآن مجید کا مطالعہ سمجھ بوجھ کر کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مغربی دنیا میں آزادی نسواں کے حامیوں نے 1970ء کے عشرے میں جس مقصد کیلئے جدوجہد کی، وہی چیز مسلمان عورتوں کو 1400 سو برس قبل عطا کردی گئی تھی۔ اسلام میں دینی اور روحانی لحاظ سے عورتیں مردوں کے برابر ہیں، مردوں کی طرح علم کا حصول ان کیلئے فرض کی حیثیت رکھتا ہے اور عورت کی اہمیت مرد سے کسی طور کم نہیں ہے، بچے کی پیدائش اور بچے کی پرورش میں مہارت، مسلمان عورت کی مثبت خوبی گردانی جاتی ہے۔ اب جبکہ اسلام نے عورت کو بے شمار حقوق عطا کیے ہوئے ہیں تو پھر مغربی مرد مسلمان عورتوں کے لباس کے بارے میں کیوں متفکر ہیں؟ اسی پر اکتفا نہیں، بلکہ برطانوی حکومت کے وزراء گورڈن براؤن اور جان ریڈ نے نقاب کے متعلق حقارت آمیز تبصرہ کیا ہے، جب کہ ان کا اپنا تعلق سرحد پار اسکاٹ لینڈ سے ہے، جہاں مرد اسکرٹ پہنتے ہیں۔

جب میں مسلمان ہوگئی اور سر پر اسکارف پہننا شروع کیا تو مجھے بہت زیادہ ردعمل کا سامنا کرنا پڑا۔ میں نے اپنا سر اور اپنے بال ہی ڈھانپے تھے، لیکن اس کے باعث میں فوراً ہی دوسرے درجے کے شہری کی سی ہوگئی۔ مجھے معلوم تھا کہ مجھے کسی اسلام دشمن سے کچھ سننا پڑھے گا لیکن مجھے یہ توقع نہ تھی کہ اجنبیوں کی طرف سے بھی کھلے عام مخالفت کا اظہار ہوگا۔ رات کے وقت For Hire کے روشن الفاظ کے ساتھ ٹیکسیاں میرے آس پاس سے گزر رہی تھیں۔ میرے سامنے رکنے والی ایک ٹیکسی میں سے ایک سفید فام مسافر اترا۔ میں آگے بڑھی تو ڈرائیور نے گھور کر دیکھا اور گاڑی بھگا کر لے گیا۔

دوسرے ڈرائیور نے کہا کہ عقبی نشست پر بم رکھ کر نہ جانا اور مجھ سے یہ پوچھا کہ اسامہ بن لادن کہاں چھپا ہوا ہے؟

یہ درست ہے کہ مسلمان عورت سے اس کے مذہب کا تقاضا ہے کہ اپنے لئے مناسب لباس استعمال کرے لیکن جن مسلمان عورتوں کو میں جانتی ہوں ان کی اکثریت حجاب پہننا پسند کرتی ہے جس سے چہرہ کھلا نظر آتا ہے، جب کہ کچھ مسلمان خواتین نقاب کو ترجیح دیتی ہیں۔ یہ میرا ذاتی طریقہ اظہار ہے۔ میرے لباس سے آپ کو یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور میں خود کو عزت واحترام پر مبنی سلوک کی مستحق سمجھتی ہوں، جس طرح بینک کا ایک افسر بزنس سوٹ پہن کر یہ اظہار کرتا ہے کہ اسے ایک ایگزیکٹو سمجھا جانا چاہئے۔ خاص طور پر مردوں کا عورتوں کی طرف سے نامناسب اور ہوس بھری نظروں سے گھورنا میری جیسی نومسلم خواتین کے لئے ناقابل برداشت ہے۔

میں برسوں تک مغرب میں خواتین کی آزادی کی علم بردار رہی لیکن اب مجھ پر یہ انکشاف ہوا ہے کہ اسلامی معاشرے

میں آزادیٔ نسواں کے حامی، اپنے سیکولر ساتھیوں کی نسبت زیادہ انقلابی ہیں۔ ہمیں "مقابلہ ہائے حسن" سے کراہت ہوتی ہے۔ ہمیں اس وقت اپنی ہنسی روکنا پڑی جب 2003ء "حسینہ عالم" کے مقابلے کے موقع پر مختصر لباس میں ملبوس حسینہ افغانستان ویدہ سمادزئی کو آزادی نسواں کی طرف سے ایک عظیم الشان قدم قرار دیا گیا۔ سمادزئی کو حقوق نسواں کی فتح کی علامت کے طور پر مخصوص انعام بھی پیش کیا گیا۔

آزادی نسواں کے حامی کچھ نوجوان حجاب اور نقاب کو سیاسی علامت بھی سمجھتے ہیں، جس کے ذریعے مغربی تہذیب کی لعنتوں، بے تحاشا شراب نوشی، آزادانہ تعلقات اور نشہ آور ادویات کے استعمال کو مسترد کیا جاتا ہے۔ آزادی نسواں کا اظہار کس بات سے ہوتا ہے؟ اسکرٹ کی لمبائی اور چھاتی کے مصنوعی ابھار یا کردار اور ذہانت سے۔ اسلام میں عزت کا معیار حسن، دولت، طاقت، عہدہ یا جنس نہیں، بلکہ تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ میں اٹلی کے وزیراعظم پروڈی کے اس طرز عمل پر روؤں یا ہنسوں؟ جس کے تحت انہوں نے اس بحث میں حصہ لیتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ نقاب استعمال نہ کیا جائے کیونکہ اس سے باہمی میل جول زیادہ مشکل ہو جاتا ہے۔ کیا واہیات بات ہے۔ اگر ایسی ہی بات ہے تو پھر موبائل فون، ای میل اور فیکس کے استعمال کا کیا جواز ہے؟ اور پھر جب ریڈیو پر سامع کو بولنے والے کا چہرہ نظر نہیں آتا تو وہ ریڈیو بند تو نہیں کر دیتا! اسلام نے مجھے عزت دی ہے، میرے دین نے مجھے تعلیم حاصل کرنے کا حق بخشا ہے اور میں شادی شدہ ہوں یا کنواری، تحصیل علم میرے لئے فرض قرار دیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا اسلامی تعلیمات ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ عورتوں کو لازمی طور پر اپنے شوہروں کے کپڑے دھونے چاہئیں، گھر کی صفائی کرنی چاہئے اور یا پھر کھانا پکانا چاہئے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مردوں کو اپنی بیویوں کی پٹائی کرنے کی اجازت دی گئی ہے، غلط ہے۔ اسلام کے ناقد قرآن مجید کی آیات اور احادیث کا حوالہ دیتے ہیں، لیکن سیاق و سباق سے کاٹ کر اگر کوئی اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھائے، اس کو اس طرح سے مارنے کی اجازت نہیں جس سے اس کے جسم پر نشان پڑ جائیں، قرآن کا یہ کہنے کا اندازہ ہے کہ احمق، اپنی بیوی کو مت مارو، عورت کے مقام اور اس سے سلوک سے متعلق صرف مسلمان مردوں ہی کا نام نہیں لینا چاہئے۔ حال ہی میں کئے گئے ایک سروے (گھریلو تشدد کا قومی ہاٹ لائن سروے) کے مطابق 4 لاکھ امریکی خواتین، اوسطاً 12 ماہ کی مدت کے دوران اپنے ساتھی مردوں کی طرف سے شدید حملوں اور مار پیٹ کا نشانہ بنتی ہیں اور ہر روز تین سے زائد عورتیں اپنے خاوندوں اور اپنے مرد دوستوں کے ہاتھوں ہلاک ہو جاتی ہیں۔ 9 ستمبر سے اب تک یہ تعداد تقریباً 5500 تک پہنچ چکی ہے۔

عورتوں پر تشدد کا یہ رجحان ایک عالمی المیہ ہے اور متشدد مردوں کا تعلق کسی خاص مذہب یا تہذیب سے نہیں ہے۔ ایک سروے کے مطابق دنیا بھر میں تین میں سے ایک عورت مرد کے ظلم و ستم کا نشانہ بنتی ہے۔ اس میں مار پیٹ، جنسی زیادتی اور ذلت آمیز سلوک، سب شامل ہیں۔ یہ ایک عالمی مسئلہ ہے جس کا مذہب، دولت، طبقاتی امتیاز، نسل اور تہذیب

،ثقافت سے کوئی تعلق نہیں ہے، لیکن یہ بھی ایک حقیقت اور سچ ہے کہ عورتوں کی طرف سے احتجاج کے باوجود مغرب میں مرد خود کو عورتوں سے برتر سمجھتے ہیں۔ وہ کسی شعبے میں بھی ہوں، عورتوں سے زیادہ بہتر معاوضہ اور تنخواہ پاتے ہیں اور عورتوں کو بھی تک ایک جنسی شے سمجھا جاتا ہے، جن کی کشش اور اثر آفرینی براہ راست ان کی ظاہری حالت سے عیاں ہوتی ہے۔

اس طبقے کے لئے جو ابھی تک یہ کوشش کر رہا ہے کہ اسلام کو ایک ایسا دین ثابت کرے جو عورتوں پر ظلم وستم روا رکھتا ہے۔ 1992ء میں پادری پیٹ رابرٹ سن کی طرف سے دیئے گئے ایک بیان کو یاد کریں اس نے "بااختیار" عورت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا: "آزادی نسواں کی تحریک ایک خاندان مخالف سوشلسٹ سیاسی تحریک ہے جو عورتوں کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ اپنے خاوندوں کو چھوڑ کر چلی جائیں، اپنے بچوں کو ہلاک کر دیں، جادو ٹونا کریں اور سرمایہ داری کو تباہ کر دیں"۔

اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ کون مہذب ہے اور کون غیر مہذب؟

(ماخوذ How I come to love th veil واشنگٹن پوسٹ 22 اکتوبر 2006ء)

☆☆☆

"حفاظتِ قرآن"

ایک شخص نے یہ جانچنا چاہا کہ کون سا دین صحیح ہے وہ عمدہ اور خوش خط کاتب بھی تھا اس کے لئے اس نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ تورات، انجیل اور قرآن کریم کی انتہائی خوبصورت کتابت کی، تاہم درمیان میں کمی بیشی کر دی، پھر تورات کو لے کر علمائے یہود کی خدمت میں پیش کیا، انہوں نے اس کا مطالعہ کیا اور خوبصورت کتابت پر اسے انعام سے نوازا، انجیل کا نسخہ عیسائی پادریوں کے پاس لے گیا، انہوں نے اس کی محنت کو سراہتے ہوئے بڑی رقم دے کر اس خوش خط نسخے کو خریدا، اس کے بعد قرآن کریم کا نسخہ علمائے اسلام کی خدمت میں لایا، انہوں نے جب اس میں کمی بیشی دیکھی تو پکڑ کر اس کی ٹھکائی کر دی اور اسے حاکم کے پاس لے گئے، حاکم نے "تحریف قرآن" کے جرم میں اس کے قتل کا حکم دیا، تب اس نے اصل حقیقت بتائی اور کہا کہ الحمدللہ میں مسلمان ہوں لیکن میں یہ جاننا چاہ رہا تھا کہ کون سا دین صحیح اور محفوظ ہے اور میرے اس تجربے سے ثابت ہوگیا کہ دین اسلام ہی ایک محفوظ دین ہے، اللہ کی کتاب میں کوئی بھی تحریف کر سکتا۔ (کتابوں کی درسگاہ میں)

☆☆☆